

معاشرت میں خواتین کا احتساب عہد رسالت ﷺ میں

Women's Social Accountability in the Period of Holy Prophet ﷺ

ABSTRACT

Dr. Sajjad Ahmed¹
Haleema Sadia²

Islam has bestowed a complete code of conduct for human beings by enlightening them on the paths of goodness and evil. Islam protects the rights and responsibilities of all sections of society, including women, it has established the system of accountability for women as well. The Prophet (PBUH) in his era insisted to educate the women about Islamic rituals, worship, and ethics in order to eradicate social conflict. Women were given a special place as a mother, wife, daughter, sister and by virtue of good behaviour, they were elevated to a higher level in society. The need of accountability among women and men is more important in a contemporary society which is far away from the teaching of Islam and there are misconceptions about Islamic concepts.

This article aims to explore the fundamental concepts about the accountability of women in social matters in the light of the Hadith. This research has collected all the evidences of the Prophet (PBUH) on accountability of women in different sphere of life, including marital affairs, divorce, 'iddah, spending the wealth, wasting the husband's wealth unnecessarily .

This article emphasis that the role of women is very important in education and training of the children, observance of moral values so, Islam held mother accountable in this regard. Islam tries to strengthen the bond between family and protect families through different measures. In order to establish the society free from social evils Islam has introduced system of accountability and punishments for all prescribed by Islamic law

Keyword: Accountability, Traditions, Faith, Women, Islam

1 . Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science & Technology (MUST), AJ&K

2 . Lecturer, Department of Law, Mirpur University of Science & Technology (MUST), Mirpur (AJ&K)

مقدمہ:

انسانی معاشرت کا اولین اور بنیادی ادارہ خاندان ہے۔ خاندان کی بنا ایک مرد اور ایک عورت کے ملنے سے پڑتی ہے۔ اس ملاب سے ایک تنی نسل وجود میں آتی ہے۔ پھر اس سے رشتے اور کنبے اور برادری کے دوسرے تعلقات پیدا ہوتے ہیں اور بالآخر یہی چیز پھیلتے پھیلتے ایک وسیع معاشرے تک جا پہنچتی ہے۔ پھر خاندان ہی وہ ادارہ ہے جس میں ایک نسل اپنے بعد آنے والی نسل کو انسانی تمدن کی وسیع خدمات سنبھالنے کے لیے نہایت محبت، ایثار، دلسوzi اور خیرخواہی کے ساتھ تیار کرتی ہے۔ یہ ادارہ تمدن انسانی کے بقا اور نشوونما کے لیے صرف رنگروٹ ہی بھرتی نہیں کرتا، بلکہ اس کے کارکن دل سے اس بات کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ان کی جگہ لینے والے خود ان سے بہتر ہوں۔ اس بناء پر یہ ایک حقیقت ہے کہ خاندان ہی انسانی تمدن کی جڑ ہے اور اس جڑ کی صحت و طاقت پر خود تمدن کی صحت و طاقت کا مدار ہے۔ اسی لیے اسلام معاشرتی مسائل میں سب سے پہلے اس امر کی طرف توجہ کرتا ہے کہ خاندان کے ادارے کو صحیح ترین بنیادوں پر قائم کیا جائے۔ اسی لیے اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے خاندان کی اس اکائی کو مضبوط رکھنے کیلئے مختلف احکامات جاری کیے۔ آپ ﷺ نے مردوں کے احتساب کیسا تھا بطور خاص خواتین کا احتساب بھی کیا۔ اس لیے اس موضوع کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے اس مقالہ میں خواتین کے احتساب سے متعلقہ احادیث روایات کو اکٹھا کیا گیا ہے اور اس تناظر میں خواتین موجودہ حالات میں اپنا احتساب کر سکیں، اور استحکام معاشرہ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

• احتساب /محاسبہ کے معنی و مفہوم :

احتساب کا لغوی معنی:

لفظ احتساب کا مادہ اصل ح۔ س۔ ب ہے۔ یہ لفظ کئی مفہوم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اہل الفات نے اس کے مفہوم کی یوں وضاحت کی ہے۔ (لفظ ”حسب“ قرآن مجید میں کافی ہونے کے معنی میں استعمال ہوا۔ جیسے سورۃ آل عمران کی آیت ۳۱ میں یعنی اللہ ہمیں کافی ہے۔۔۔ اور سورۃ النساء کی آیت ۶ میں لفظ ”حسب“ نگہبان اور محافظ کے لیے استعمال ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ بحیثیت محافظ اور نگہبان ہمارے لیے بہت ہیں۔ کسی اور کی ضرورت نہیں۔) جیسے مفردات القرآن میں ہے۔

”حسبُ یستعمل فِي معنَى الْكَفَايَةِ، حَسْبُنَا اللَّهُ [آل عمران/ ۱۷۳] ، أَيْ: كَافِنَا هُوَ۔ وَكَفَى بِاللَّهِ

حسِيباً [النساء / 6] ، أي: رقيباً يحاسبهم عليه¹

الغرض لفظ حسب اور احتساب لغت میں گمان، اندازہ، گنتی، حساب کرنا، جانچ پڑتا، کافی ہونے، شمار کرنے، گرفت، مواخذہ، اعتبار کرنا، اکتفاء کرنا، رک جانا، باز رہنا، میت کو دفنانے، تفاخر اور امر بالمعروف و نہی عن المکر کے معانی میں استعمال ہوا۔ مختلف ابواب اور صلہ کی وجہ سے اس کی معانی میں فرق آجاتا ہے۔

• احتساب کے اصطلاحی معنی:

احتساب اور حسبة کا تذکرہ قرآن کریم میں اصطلاحی مفہوم کی بجائے لغوی معنی میں ہوا ہے۔ اسلامی شریعت میں احتساب ایسی اصطلاح ہے۔ جس میں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے حکماً و کرنے کے معانی شامل ہیں۔ اس کام کو ”امر بالمعروف و نہی المکر“ کہا جاتا ہے جس کے معنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہیں۔

ابن تیمیہؒ کے نزدیک انسان کو سپرد شدہ تمام اختیار کا مقصود امر بالمعروف و نہی عن المکر ہے۔ احتساب کے مفہوم کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔ ”وإذا كان جماع الدين وجميع الولايات هو أمر ونبي، فالأمر الذي بعث الله به رسوله هو الأمر بالمعروف والنبي الذي بعثه به هو النبي عن المكرا، وهذا نعت النبي والمؤمنين“ ² (اور دین کا خلاصہ اور تمام اختیار میں کام کرنے کا حکم اور نہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ وہ امور جن کے کرنے کا حکم دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسول ﷺ کو بھیجاں کو کرنے کا حکم کرنا امر بالمعروف ہے جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ ان مکرات سے رکنے کا حکم نہی عن المکر ہے اور یہ نبی اور مومنین کا وظیفہ ہے۔)

فرائض و اوامر کے نفاذ اور اجراء اور نوایی و مکرات کے ایطال و مماعت میں قرآن حکیم نے جو خاص تدریجی اسلوب اختیار کیا ہے۔ اس سے ”الحسبة“ کا اصطلاحی مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

”الحسبة“ کی مختلف توضیحات کا حقیقی مفہوم در حقیقت امر بالمعروف اور نہی عن المکر میں مضمرا ہے۔ وہ امور جنہیں شریعت اسلامی میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ معروفات میں سے ہیں اور جنہیں نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے مکرات میں شمار ہوتے ہیں۔

صدیقہؓ سے مروی ہے کہ: ”عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ حُوَسِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

1. الاصفهانی، الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن، دارالقلم، بيروت، الطبعة الاولى ١٣١٢ھ، ٢٣٢م، ١.

2. ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، الحسبة فی الاسلام، او وظيفة الحكومة الاسلامية، دارالكتب العلمية، بيروت، ن، م، ص ١١

عُذِّبَ»۔^۱

(حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا حساب لگایا گیا ہے۔ قیامت کے دن اسے عذاب دیا جائے گا)

اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے کہ احتساب کی ضرورت کو سمجھیں اور اس فرائض کی ادائیگی کے لیے جستجو کریں۔ اس سلسلے میں ہادی عالم ﷺ نے مسلمانوں خود احتسابی کے ساتھ احتساب کا حکم فرمایا۔

الغرض ”الحساب“ کے مفہوم کو زیادہ تر محققین ”دینی امور میں نیک کام کرنے کی ترغیب اور برعکس کاموں سے رونکنے اور اجتناب“ پر زیادہ تراستعمال کیا ہے۔ البته عدالتی، قانونی اور انتظامی امور پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے، ان امور کی نگرانی کرنے والے کو محاسبہ کہا جاتا ہے۔ داعی اور محاسبہ دونوں کی صورت شریعت مطہرہ نے اس عظیم فرائض کی بحاجت اوری کے ارکان اور شرائط متعین فرمائی ہیں۔ جن کی وضاحت ماہرین عمرانیات اور فقہاء کرامؓ نے اپنے مقام پر کیں۔

معاشرتی امور سے متعلقہ مسائل میں محاسبہ

آپ ﷺ نے معاشرہ کی بہتری کے لیے جہاں مردوں کا محاسبہ فرمایا، وہیں عورتوں کو اخذ دو اجری امور، طلاق، عدت، اپنے مال کو خرچ کرنے، قسموں کو پورا کرنے کے مسائل سے آگاہ فرمایا اور نظریات باطلہ اور آرامشده کا محاسبہ فرماتے ہوئے شریعت اسلامیہ کے حقیقت کی وضاحت فرمائی۔

۰ عالیٰ امور پر محاسبہ

سرور دو عالم ﷺ نے گھریلو امور کو ایچھے انداز میں چلانے کے لیے زوجین کو ذمہ داریاں کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایک دوسرے کا معاون، احسان کرنے والا اور ایذا و تکالیف کو دور کرنے والا بنا یا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اور آقاۓ وجہاں حضرت محمد ﷺ نے عورتوں پر خاوند کی جائز امور میں اطاعت کو ضروری قرار دیا۔ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَبِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ; أَيُّ الْقَسَاءَ خَيْرٌ؟ قَالَ: «الَّذِي تَسْرُرُهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا مَا لَهَا بِمَا يُكْرِهُ»۔^۲ حضرت ابو ہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ آپ

1- ابن المبارک، عبداللہ بن المبارک، الزهد والرقائق لابن المبارک، محققہ، حبیب الرحمن الاعظمی، دارالكتب العلمیہ، بیروت، ن، م، رقم ۱۳۱۸

2- النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، الطبعة الثانية ۱۹۸۶ھ، ۱۹۸۶م، رقم ۳۲۳۱۔ مسنند الامام احمد بن حنبل، رقم ۷۳۲۱؛ السنن الکبری للنسائی، رقم ۵۳۲۲؛ المستدرک للحاکم، رقم ۲۶۸۲؛ شعب الایمان للبهقی، رقم ۸۳۶۳

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا وہ خاتون کہ اس کا خاوند جب اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جس وقت وہ حکم دے تو وہ اس کی فرمابوداری کرے اور اپنے نفس اور دولت میں اس کی رائے کے خلاف نہ کرے۔) یعنی خاوند اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے علاوہ جن باتوں کا حکم کرے اُس پر سرتسلیم خم کر دے اور خاوند کے مال اور اپنی عزت کو خاوند کے لیے امانت سمجھتے ہوئے خیانت سے بچے۔ ان باتوں پر عمل کرنے کی صورت میں عورت کی توصیف و تعریف کی گئی ہے اور ان باتوں کو نظر انداز کرنے کو نہایت برا سمجھا گیا ہے۔

• خاوند کے مال کو بے جا خرچ کرنے پر محاسبہ

دین اسلام نے تمام امور میں راہ اعتدال پر چلے کا حکم دیا۔ اس لیے گھر بیوامور میں اور زیبائش و آرائش میں خاوند کے مال کو بے جا خرچ کرنے پر رحمت اللہ علیمین ﷺ نے عورتوں کا محاسبہ فرمایا اور ایسے امر سے منع کیا اور اسراف سے بچنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کو نہایت حسن اور قرار دیا اور ایسی عورتوں کی توصیف کی اور اس عمل کو بہترین قرار دیا۔ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خَيْرُ نِسَاءِ رِبَّنَ إِلَيْنَ نِسَاءٌ فُرِئِيشٌ، أَخْنَاهُ عَلَى يَتِيمٍ فِي صَفَرٍ، وَأَرْغَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ»۔¹ (ابو ہریرہ (رض) کہتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں بہتر عورتیں قریش کی ہیں دوسری بار یہ بھی فرمایا کہ قریش کی عورتیں صالح (بہتر) ہیں کہ اپنے بچوں پر ان کے بچپن میں شفیق ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں)

یہ روایت حضرت ابن عباس^{رض} اور حضرت معاویہ^{رض} سے بھی مردی ہے۔ جس میں قریش کی عورتیں کے دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ اپنے شوہر کے مال کی ان کی غیر موجودگی میں حفاظت کا تذکرہ اور اسراف اور فضول خرچی میں مال کو خرچ کر کے ضائع نہ کرنے کا بیان ہے۔ ”شوہر کا وہ مال جو ان کی بیویوں کے پاس بطور تصرف ہو اُس کی حفاظت کرتی ہیں“² اس کو عمدہ قرار دیا گیا اور یہ عمل اسراف میں بھی شامل نہیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ^{رض} سے مردی ہے۔ ”عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمُرْأَةُ مِنْ بَيْتِ رَوْجِهَا غَيْرَ

1- اسماعیل بن جعفر، حدیث علی بن حجر السعدي عن اسماعیل بن جعفر المدنی، محققہ، عمر بن رفود، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۸ھ- ۱۹۹۸م، ص ۲۶۹، رقم ۱۹۰. مسند الحمیدی، رقم ۱۰۷۴؛ مسند الامام احمد بن حنبل، رقم ۷۶۵؛ صحیح بخاری، رقم ۳۲۳۲؛ صحیح مسلم، رقم ۲۵۲۷؛ مسند ابی یعلی الموصی، رقم ۶۶۲۳

2- الطیبی، الحسین بن عبد اللہ، شرح الطیبی علی مشکاة المصایب، مکتبۃ نزار مصطفی الباز، الریاض، الطبعۃ ۱۴۱۲ھ- ۱۹۹۲م، رقم ۲۲۶۰.

مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرٌ مَا أَنْفَقَتْ، وَلِرَوْجِهَا أَجْرٌ مَا اكْتَسَبَ، وَلِخَازِنِهِ مِثْلُ ذَلِكَ، لَا يَنْفَصُ بَعْضُهُمْ^۱ أَجْرٌ بَعْضٌ»^۲.

(حضرت عائشہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کے گھر (یعنی مال) سے خرچ کرے گی اور اس کی نیت میں کوئی فساد نہ ہو گا تو اس کو بھی ثواب ملے گا خرچ کرنے کا اور اس کے شوہر کو ثواب ملے گا مانے کا اور جسکی تحویل میں ہے اس کو بھی ثواب ملے گا اور کسی کا ثواب کم نہ ہو گا)۔

• خاوند کے مال میں نیک کام کی وجہ سے تصرف کی اجازت کا تذکرہ

ویسے تو عورت کو شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف سے روکا گیا ہے، البتہ نیک کام اور عند اللہ اجر و ثواب کی نیت کے باعث عورت خاوند کے مال میں تصرف کر سکتی ہے۔ یہ عمل شوہر سے اہلیہ کے قلبی تعلق، خیر خواہی کے جذبات اور حسن تدبیر کا عملی مظہر ہے۔ (ذکورہ حدیث عورت کو نیک کاموں پر ابھارنے اور اچھے عمل پر مدد کی بین دلیل ہے۔ ”وَفِي الْحَدِيثِ فَضْلُ الْأَمَانَةِ وَسَخَاوَةِ النَّفْسِ وَطِيبُ النَّفْسِ فِي فِعْلِ الْخَيْرِ وَالْإِعَانَةُ عَلَى فِعْلِ الْخَيْرِ“^۳ (ذکورہ حدیث امانت اور نفس کے سخن ہونے کی فضیلت اور نیک کاموں میں مدد کرنے اور نفس کو اچھے فعل پر ابھارنے پر دلالت کرتی ہے)۔ شوہر کے مال آخری اجر کی خاطر تصرف کی اجازت دی گی اور اپنے فائدہ اور بے تصرف پر محاسبہ فرمایا۔

• خاوند کی ناشکری پر محاسبہ

عورتوں کو اپنے خاوند کے ساتھ ہر حال میں شکر اور قاععت سے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا گیا۔ خاوند کے عملی کاوشوں کو سہرانے کی بجائی کو بر اجلا کہنا اور ناشکری کرنے پر آپ ﷺ نے محاسبہ فرمایا۔ اس فعل شنیع کو جہنم میں جانے کا باعث قرار دیا۔ ”عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: “خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاثَ يَوْمِ النِّسَاءِ، فَوَعَطَهُنَّ، وَأَمْرَهُنَّ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى، وَالطَّاعَةِ لِأَرْوَاحِنَّ، وَأَنْ يَتَصَدَّقُنَّ...” قَالَ: «تَكُفُّرُنَ الْعَشِيرَ، وَتُكَثِّرُنَ لِلْغُنَّ، وَتُسَوْقُنَ الْخَيْرَ”

(حضرت حکیم بن حزام سے مردی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن عورتوں کو خطب دیا تو انہیں نصیحتیں

1. ابو داؤد السجستاني، سليمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، المکتبة العصرية، بيروت، ن، رقم ۱۶۸۵۔ مسند ابن الجعد، رقم ۷۵؛ مسند امام احمد بن حنبل، رقم ۲۶۳۷، صحيح البخاري، رقم ۲۰۶۵؛ صحيح مسلم، رقم ۹۱۵۳؛ السنن الكبرى للنسائي، رقم ۱۰۲۲.

2. ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحيح البخاری، دارالمعرفة، بيروت، الطبعة ۳۰۲، ۳، هـ ۱۳۲۹.

3. ابویعلى الموصلى، احمد بن علی، معجم ابی یعلی الموصلى، المعجم، ادارۃ العلوم الاثرية، فیصل آباد، الطبعة الاولى ۱۴۰۷، هـ، ص ۲۰، رقم ۲۳۶؛ صحيح البخاري، رقم ۳۰۲؛ صحيح ابی حبان، رقم ۳۲۰.

فرمائیں (جس میں) ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اپنے شوہروں کی اطاعت کرنے اور مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔۔۔ (عورتوں یوں یار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ تم کثرت سے لعنت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو اور تمہارے علاوہ میں نے کسی کو خیر کے کاموں میں ٹال مٹول کرتے نہیں دیکھا)

حدیث مذکورہ میں ”العشیر“ سے مراد محدثین کے نزدیک شوہر ہے اور جہنم میں جانے کی وجوہات میں ایک وجہ شوہروں کی نافرمانی و ناشکری کو قرار دیا۔ آپ ﷺ نے شوہر کے ساتھ اچھے سلوک، ان کے احسانات اور ان کو اہمیت دینے کا حکم دیا اور ایسے تمام امور سے اجتناب اور بچتے رہنے کا حکم فرمایا جو شوہر کی ناشکری اور نافرمانی کا ذریعہ نہیں۔ ”وَالْمُرَادُ هُنَا الرُّوحُ أَنْتَهَا وَكُفَّرَانُ الْعَشِيرِ جَحْدُ نِعْمَتِهِ إِنْكَارُهَا أَوْ سَرْرَهَا بِتَرَكِ شُكْرِهَا وَاسْتِغْصَالُ الْكُفَّارِ فِي النِّعْمَةِ وَالْكُفَّرُ فِي الدِّينِ أَكْثَرُ“¹۔

(حدیث میں ”العشیر“ سے مراد شوہر ہے۔ کفران العشیر سے مراد خاوند کی عطا یا کو حقیر سمجھنا۔ ان عطا یا نعمتوں کے شکر کی ترک کر کے ان کو بچھپانا اور ان کا انکار کرنا۔ لعنت کو استعمال کر کے انکار کرنا اور اس سے بے اعتمانی بر تباہت عام ہے۔)

• اولاد کی تعلیم و تربیت سے متعلقہ امور پر محاسبہ

قابل تقید اور سراہنے والے معاشرہ کے لیے خالگی زندگی کی اہمیت اور افادیت کسی محتاج کے لائق نہیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت، اخلاقی اقدار کی پاسداری اور فکری و عملی کاؤشوں میں گھرانے اور مال کا کردار سب سے اہم ہے۔ لہذا آپ ﷺ نے عورتوں کا بھیتیت مال جن امور پر محاسبہ فرمایا اور غلط طریقہ کار کا ترکیہ کیا۔ وہ یہ ہیں۔

ا۔ بچوں کو تکالیف پہنچانے کے عمل پر متنبہ فرمایا اور نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا۔ بیماری میں ایسا عمل کرنا جس بچوں کو مشقحت ہو اور وہ عمل باعث ضرر ہو، اس سے منع فرمایا۔ حضرت ام قیس بنت محسن^{رض} سے مروی ہے۔

(حضرت ام قیس (رض) بنت محسن سے روایت ہے کہ میں اپنا ایک بیٹا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے میں نے بیماری کی وجہ سے دبایا ہوا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم اپنی اولادوں کا حلق اس جونک سے کیوں دباتی ہو تم عودہ نہی کے ذریعہ علاج کیا کرو کیونکہ اس میں سات امراض کی شفاہ ہے ان میں سے ایک نمونیہ ہے حلق کی

1. المبارکبوري، عبد الرحمن بن عبد الرحيم، تحفة الأحوذى بشرح جامع الترمذى، دار الكتب العلمية.

بیروت، ن، م، ۳۰۰

بیماری میں اسے ناک کے ذریعہ پکایا جائے اور نموئی میں منہ کے ذریعہ ڈالا جائے۔)¹
یعنی بچوں سے بحالت بیماری دوادیئے آسانی اور فائدہ والی ادویہ کے استعمال کرنے کی ترغیب دی۔ اسی طرح

ایسا طریقہ اختیار کرنے سے بھی منع فرمایا جو تکلیف کا ذریعہ بنے۔ "هو تنبیه إلى طريقة لسقي المريض دواءه عندما لا يمكن من الجلوس أو من تناوله بيده ... ذلك بحسب الدواء شيئاً فشيئاً في جانب فمه ليتمكن من بلع المقدار المطلوب من غير شرق"۔²

(یہ مریض کو ایسے موقع پر دواء پلانے پر تنبیہ ہے، جب مریض کے لیے بیٹھنا یا دواء اپنے ہاتھ میں کپڑا مشکل ہو۔۔۔ ایسی صورت میں دواء کی تھوڑی تھوڑی مقدار اس کے منہ کے ذریعے پلاٹی جائے تاکہ بلا مشقت و تکلیف دیے دواء کی مطلوبہ مقدار مریض کو مل جائے۔)

۲۔ اولاد کو فقر فاقہ، عاری کی اور معاشرتی برائی کی وجہ سے قتل کرنے جیسے فعل شنیع پر محاسبہ فرمایا اور اس

امر فتح پر کثیر فرمائی ہے۔ عورتوں سے دین اسلام کی بیعت لیتے وقت آپ ﷺ قتل اولاد کی ممانعت

پر بیعت لیتے۔ حضرت امیمہ بنت رقیقہ سے مروی ہے۔ "عَنْ أُمِّيَّمَةَ بِنْتِ رُقِيقَةَ التَّيْمِيَّةِ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ لِتُبَايِعَهُ، فَقَلَّا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، جِئْنَا لِتُبَايِعَكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقَ، وَلَا تَرْزُقَ، وَلَا تَقْتُلْ أُولَادَنَا"۔³

(حضرت امیمہ بنت رقیقہ التیمیہ سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں دیگر مسلمان عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوئی ہمارا مقصد بیعت کرنا تھا۔ ہم نے کہاے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہیں تاکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کوئی شریک نہ ٹھہرانے، چوری نہ کرنے، زنا سے بچ رہنے اور اولاد کو قتل نہ کرنے کی بیعت لیں۔)

آپ ﷺ عموماً مسلمان عورتوں سے انہی امور پر بیعت لیتے، جیسے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے۔ عہد جاہلیت میں عار کے باعث بچیوں کو زندہ فن کر دیا جاتا۔ افلام اور فقر فاقہ کی وجہ سے اولاد کو قتل

1. الطحاوی، احمد بن محمد، شرح معانی الاثار، عالم الكتب، القاهرة، الطبعة الاولى ۱۳۱۲ھ - ۱۹۹۲م، ۳۲۲، ۲، مسنون الحمیدی، رقم ۳۲۷، مسنون امام احمد بن حنبل، رقم ۲۷۰۰؛ صحيح البخاری، رقم ۵۷۱۳؛ صحيح مسلم، رقم ۲۲۱۲؛ سنن ابن ماجہ، رقم ۳۲۶۲؛ سنن ابی داؤد، رقم ۳۸۷۷.

2. الھروی، محمد الامین بن عبداللہ، الكوکب الوھاج شرح صحيح مسلم، الكوکب الوھاج والروض البھاج فی شرح صحيح مسلم، دارالمنهاج، مکہ مکرمة، الطبعة الاولی ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م، ۲۲، ۲۵۷، مسنون ابی حیان، رقم ۶۱۵، ۲؛ صحيح مسلم، رقم ۱۷۰۹؛ المسند للشافعی، رقم ۱۲۱۰؛ صحيح ابی حیان، رقم ۲۵۵۳؛ سنن الدارقطنی، رقم ۲۲۸.

کیا جاتا تھا۔ رحمت اللہ علیمین ﷺ نے ان امور پر نہایت ناپسندیدہ اور برافعل قرار دیا۔ اسی طرح مادہ رحم تخلیق شدہ بچے کا خاتمہ کرنا بھی قتل الولد کے زمرہ میں آتا ہے۔ ”هَذَا يَشْمَلُ قَتْلَهُ بَعْدُ وُجُودِهِ كَمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقْتُلُونَ أُولَادَهُمْ خَشْيَةً إِلَمَالَاقِ وَيَعْمُلُ قَتْلَهُ وَهُوَ جَنِينٌ، كَمَا قَدْ يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْجَهَنَّمَ مِنَ النِّسَاءِ تَطْرُحُ نَفْسَهَا إِلَّا تَخْبَلَ إِمَّا لِغَرَضٍ فَاسِدٍ أَوْ مَا أَشَبَهُ۔“¹

(اولاد کو قتل نہ کرنے کا حکم عام ہے، پیدا شدہ اولاد کو مارڈا نا بھی اسی ممانعت میں ہے، جیسے کہ جاہلیت کے زمانے والے اس خوف سے کرتے تھے کہ انہیں کہاں سے کٹالا یہی گے، پلاسکن گے اور حمل کا گردینا بھی اسی ممانعت میں ہے خواہ اس طرح ہو کہ ایسے علاج کئے جائیں جس سے حمل ٹھہرے ہی نہیں یا ٹھہرے ہوئے حمل کو کسی طرح گردایا جائے۔)

۳۔ رحمت اللہ علیمین ﷺ نے ماں کو بچوں سے کسی بھی طرح کی جھوٹی بات کرنے میں فرمایا ہے۔ اخلاقی

تریبیت اور سچ کی عادت کو اپنے کے لیے ضروری ہے کہ والدین بھی بچوں سے سچی بات کہیں۔

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: دَعَتِنِي أُمِّي بِيَوْمًا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا فِي بَيْتِنَا، فَقَالَتْ: هَا تَعَالَ أَعْطِيلَكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَمَا أَرْدَتِ أَنْ تُعْطِيهِ؟» قَالَتْ: أَعْطِيَهُ تَمْرًا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا إِنَّكِ لَوْلَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُنْتَ عَلَيْكَ بَيْهُ»۔²

(حضرت عبد اللہ بن عامر (رض) سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میری والدہ نے مجھے بلا یا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے گھر میں تشریف فرماتھے کہ میری والدہ نے کہا کہ اے ادھر آجیں تجھے چیز دوں گی۔ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے فرمایا کہ تو نے کیا جیز دینے کا رادہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ میں اسے کچھوڑ دوں گی۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ بھر حال اگر تو اسے کچھنہ دیتی تو تیرے اور پر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

جس طرح قول و فعل میں ہر انسان کو سچا ہونے کا حکم دیا گیا۔ اولاد کی اخلاقی تربیت اور معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لیے بچوں کو سچی بات کی جائے اور ان کی موجودگی میں غلط آجھھے کام کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ حدیث قول و فعل میں سچ ہونے کی اہمیت پر واضح دلیل ہے۔ بڑے تو بڑے کجا چھوٹوں سے سچی بات کرنے کا فرمایا نیز وہ بات کریں جس کو پورا کیا جاسکا۔

۴۔ اولاد کی وفات پر صبر کرنے کا درس دیا اور اس تکلیف دہ اور مشکل مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی

1. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة

الاولی ۱۳۱۹ھ، ۸، ۱۲۷۔

2. الخرائطی، محمد بن جعفر، مساوی الاخلاق ومذمومها، مکتبۃ السوادی للتوزیع، جدة، الطبعة

الاولی ۱۳۱۲ھ، ۱۹۹۳م، ص ۲۱، رقم ۱۳۶۔ الجامع لابن وهب، رقم ۵۲۵؛ مصنف ابن ابی شيبة، رقم

۲۵۶، سنن ابی داؤد، رقم ۲۹۹۔

ربنے کا حکم فرمایا، نیز ان امور سے بچنے کا حکم دیا، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سبب بنتے ہیں۔

"عَنْ أَسِّيْ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ تَبَرَّكَتْ عِنْدَ قَبْرِ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ وَاصِبِرِي»."¹

(حضرت انس بن مالک (رض) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ بنی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر رہی تھی، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر و اور صبر کرو دیگر روایات میں وضاحت ہے کہ اپنے بیٹے کے وفات پر رہی تھی۔ جس پر آپ ﷺ نے صبر کرنے اور سینہ کو بی وغیرہ، جو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا موجب ہیں، سے منع فرمایا۔ رحمت الاعلیٰ ﷺ نے اپنی لخت گجروں (بیٹیوں) کی وفات اور بیٹے حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے صدمہ پر صبر اور استقامت کے ذریعے امت کو عملی صبر کا نمونہ پیش کیا۔

• طلاق سے متعلقہ امور پر محاسبہ

عمدہ معاشرہ کے تشکیلی مراحل میں پہلا مرحلہ گھر اور خاندان کے آپسی تعلق کا مضبوط ہونا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے عائلوں امور سے متعلق عورتوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور غلط روشن پر ان کا محاسبہ فرمایا۔ میاں بیوی کے آپس کے تعلق اور عورتوں کو خاوند کی اطاعت اور فرمان بردواری کی اہمیت و فضیلت سے روشناس کروایا۔ اسی طرح ایسے امور پر بھی محاسبہ فرمایا، جو اس جنت کو جہنم اور ہنستی دنیا کو ویران کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ عائلوں زندگی کی تباہی کا ذریعہ طلاق ہے، جو کہ مرد کو تغییض کی گی ہے۔ یہ حلال امور میں سب سے زیادہ براؤر مبغوض فعل ہے۔ اور مجبوری کی حالت میں عورتوں کو خلع کے ذریعے طلاق لینے کی اجازت فرمائی ہے۔

• بلاعذر شرعاً طلاق لینے کی ممانعت

آپ ﷺ نے بلاعذر و مجبوری عورتوں کو طلاق لینے سے منع فرمایا۔ ایسے فعل کی نہ مرت فرمائی ہے۔ (حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر سے بغیر عذر کے طلاق لیتی ہے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گی۔)² بلاکسی عذر کے خاوند سے خلع کا مطالبہ فعل منوع ہے۔ اس فعل کی قباحت کو بذریعہ مثال واضح فرمایا۔ اس

1. البخاری، محمد بن اسماعیل، صحيح البخاری، رقم ۱۲۸۳؛ صحيح مسلم، رقم ۹۲۶؛ سنن ابو داؤد، رقم ۳۱۲۲؛ السنن الکبری للنسانی، رقم ۱۰۸۲.

2. ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار الحیاء لكتاب العربية، مصر، م، ۶۶۲، رقم ۵۵۵؛ سنن الدارمی، رقم ۲۳۱۶؛ سنن ابو داؤد، رقم ۲۲۲۶، رقم ۱۱۸۷.

لیے کہ میاں بیوی کا تعلق نسل کو چلانے اور دو خاندانوں کے آپسی تعلق کا باعث اور معاشرہ اتحاد و اتفاق کا ذریعہ بنتا ہے، جب کہ شیطان طلاق کے ذریعہ ان تمام امور کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ یہ فعل معاشرتی اور نسلی خوشی کی بجائے شیطان کو خوش کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لیے یہ جنت کی خوبصورت پاسکے گی۔ ”قوله: (فحرام علہما رائحة الجنۃ) تشدید و تهدید مبالغہ فی النہی عن ذلک: لأن الا زدواج أمر مطلوب مهم للتوالد والتناسل، والشیطان یربی التفریق“^۱۔ (آپ ﷺ کا قول ”(فحرام علہما رائحة الجنۃ) کے ذریعے نبی میں مضبوطی اور شدت کو پیدا کرنا ہے۔ (بل اذدر شرعی کے عورت کا طلاق کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ جس کا عذاب یہ ہو گا۔) کیوں کہ شادی شدہ زندگی افزائش نسل اور پرورش اولاد کے لیے نہایت اہم اور ضروری معاملہ ہے، جب کہ شیطان دونوں فریقین کے درمیان تفریق چاہتا ہے۔) جنت کی خوبصورتی پاسکے کو شراح نے ابتداءً جنت کی خوبصورت پاسکے گی۔

• طلاق کا ذریعہ بننے پر ممانعت

جس طرح خود طلاق لینے کی ممانعت فرمائی۔ اسی طرح کسی لیے طلاق کا ذریعہ بننے سے منع فرمایا (یعنی اس عورت کی وجہ سے خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے) خاوند کا سر امال میرے قبضہ میں رہے اور جگہ میری بات مانی جائے۔ ایسے عمل سے منع فرمایا۔

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاقَ أُخْتَهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، وَلْتُنْتَكْ، فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِرَ لَهَا»“^۲۔

(ابو ہریرہ (رض) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عورت اپنی بہن کی طلاق نہ چاہے تاکہ اس کی رکابی سے نجات حاصل کرے بلکہ وہ نکاح کر لے اس لئے کہ اس کو وہی ملے گا جو اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔)

یعنی عورت اپنے نکاح میں شرط رکھ کے کہ میں اس وقت نکاح کرو گی جب تم پہلی بیوی کو طلاق دو۔ تاکہ خاوند پر دوسرا بیوی کی اجارہ داری ہو اور اس کا ذہن، سوچ، مال وغیرہ پر کوئی سماجھے دار نہ بنے۔ اس فعل ناپسند سمجھا گیا ہے۔

• عدت کے امور مختلفہ پر محاسبہ

مطلقہ یا بیوہ ہونے کے بعد معاشرتی بیماریوں، فتنہ و فساد کے سد باب کے لیے شریعت اسلامیہ نے عورتوں

1. دھلوی، عبدالحق بن سیف الدین ، معلات التنقیح فی شرح مشکاة المصائب، دارالنوادر، دمشق، الطبعة الاولى ۱۴۳۵ھ۔ ۱۳۸۶م، ۱۲-۲۰م، ۱۳۹-۱۴۳۵م،

2. ابو داؤد السجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، ۲، ۲۵۳، رقم: ۲۱۷۶؛ مؤٹا مالک، رقم: ۷؛ سنن سعید بن منصور، رقم: ۶۵۲؛ صحیح بخاری، رقم: ۵۱۵۲

کے لیے قواعد و ضوابط مقرر کیے ہیں۔ آپ ﷺ نے مطلقہ اور یہود کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کی شریعت کی تعلیمات پر چلنے کا حکم فرمایا۔ قرآن مجید میں مطلقہ کی عدت "وَالْمُطَلَّفُ يَتَرَبَّصُ بِأَنفُسِهِنَّ ثُلَّةٌ قُرُؤْءٌ" ¹ (یعنی تین ہیں جیسے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں) اور یہود کی عدت "وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَدْرُوْنَ أَرْوَاحًا يَتَرَبَّصُنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةٌ أَشْهُرٌ وَعَشْرًا" ² (تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں، اور یہودیاں چھوڑ کر جائیں تو وہ یہودیاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی) ذکر کی ہے۔ عدت کے دوران عورتوں کو جن امور کے بجالانے کا حکم دیا ہے ہیں۔

اَرْحَمَ اللَّٰهُمَّ اِنِّي اَنَا عَبْدُكَ

نے عدت گزارنے والیوں کو شہر کے گھر سے بلا حاجت شرعی نکلنے سے منع فرمایا۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے۔ "سَمِعَ جَابِرٌ بْنُ عَبْدِ اللَّٰهِ يَقُولُ: طُلِّقْتُ خَالِتِي، فَأَرَادْتُ أَنْ تَجْدُدَ نَخْلَمَا، فَوَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «بَلْ فَجُدَّى نَخْلَلِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدِّقَى، أَوْ تَفْعَلِي مَغْرُوفًا»" ³.

(حضرت جابر بن عبد اللہؓ (رض) سے روایت ہے کہ میری خالہ کو طلاق دی گئی اس نے اپنی بھوروں کو کائنات چھاٹو سے ایک آدمی نے ڈانت دیا کہ وہ نکل جائے وہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں تو اپنی بھوروں کاٹ کیونکہ قریب ہے کہ تو صدقہ یا اور کوئی نیکی کا کام کرے گی۔)

کیوں کہ عدت کے ایام شہر کے گھر گزارنا ضروری تھا، لہذا صحابی نے گھر سے باہر نکلنے پر تنیہ کی۔ آپ ﷺ نے غدر کی وجہ سے حضرت جابرؓ کی خالہ کو اجازت مرحمت فرمائی اور ان کے فعل کو عمدہ اور مسلمانوں کے لیے قابل منفعت قرار دیا۔

(معنده کے لیے عدت کے گزرنے تک بغیر غدر کے گھر سے نکلا جائز نہیں اگردن میں کسی غدر شرعی کی وجہ سے دن میں نکل جائز ہے۔ حضرت جابرؓ کا کسی کی غیر موجودگی میں بھوروں کے درختوں کو کائنات غدر تھا۔ اگر کہ بھوروں کو کائنات کے لیے نہ جاتیں تو پھل کم ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے مال کے حصول کے لیے ان کو رخصت عنایت فرمائی کیوں کہ زیادہ بھوروں کی صورت میں صدقہ، نیرات، زکۃ کے نکالنے کی وجہ سے اصحاب رسول ﷺ کو بھلانی

1. سورة البقرة: ۲۲۸

2. سورة البقرة: ۲۳۲

3. القشيری، مسلم بن الحاج، صحيح مسلم، رقم ۱۱۲۱، ۲، رقم ۱۳۸۳؛ مسنند الامام احمد بن حنبل،

رقم ۲۶۲۱؛ سنن ابن ماجہ، رقم ۲۰۳۲؛ مستخرج ابی عوانة، رقم ۱۲۲۲

1 حاصل ہوتی اور جس کام میں خیر ہو اس کو تلف کرنا جائز نہیں۔)

کسی دوسرے کے نہ ہونے کی صورت میں دن کے اوقات میں حضرت جابرؓؒ کی خالہ کو اس فعل کی اجازت دی گئی کیوں کہ اس میں مسلمانوں کی بھلائی مضمرا تھی۔ متعدد عورت بغیر غدر کے گھر سے نہیں نکلے گی اس پر صحابہ کرامؓؒ کا اجماع ہے۔

۲۔ شوہر کی وفات کے علاوہ عورتوں کو کسی عزیز اور رشتہ دار کی وفات پر تین روز سے زائد سوگ منائے سے روکا گیا ہے۔

قرآن کریم میں متوفی عنہا زوجها (وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے) کی عدت چار ماہ دس دن بیان کی۔ ویگر عزیز واقر ب پر عورتیں غم میں مبالغہ اور تین دن سے زائد سوگ مناتی تھیں، تو آپ ﷺ نے محاسبہ فرماتے ہوئے عورتوں کو صرف تین دن سوگ منانے کا حکم فرمایا۔ اس موضوع کی متعدد روایات کتب حدیث میں امام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، امام المومنین حضرت حفصۃؓ، امام المومنین حضرت ام سلمیؓ، امام المومنین حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ام عطیہؓ ویگر صحابہ و صحابیات سے مردی ہیں۔

۳۔ اسی طرح آپ ﷺ نے عدت کے دوران زیب و زینت، خوشبو وغیرہ کے استعمال سے روکا ہے۔ حضرت ام عطیہؓ سے مروی ہے

"عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَجِدُ امْرَأَةً عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى رَفِيقٍ، فَإِنَّهَا تَجِدُ عَلَيْهِ أَرْبَعَةً أَسْبُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلِسْنُ ثُوَبًا مَصْبُوْغًا، وَلَا تَوْبَ عَصْبِ، وَلَا تَكْتَحِلُ، وَلَا تَمَسْطِ، وَلَا تَمْسُ طَبِيبًا إِلَّا عِنْدَ طَهْرَهَا، حِينَ تَطْهِرُ تُبَدِّدًا مِنْ قُسْطِ وَأَظْفَارِ»۔²

(حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کوئی خاتون کسی کی وفات پر تین روز سے زیادہ غم نہ منائے لیکن شوہر کی وفات پر وہ چار ماہ دس روز تک عدت گزارے اور اس دوران نہ رنگ دار کپڑے پہننے و دھاری دارنہ سرمه ڈالنے نہ کنگھی کرے اور نہ ہی خوشبو لگائے۔ البتہ اگر وہ حیض سے پاک ہونے پر خون کی بدبو زائل کرنے کے لئے کچھ قسط یا انفار لگائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔)

۰ خواتین کے خرید و فروخت اور امور مالیہ کا تذکرہ

1. مظہر الدین الزیدانی، الحسین بن محمد، المفاتیح فی شرح المصائب، دارالنوادر، الکویت، الطبیعة

الاولی ۱۴۳۳ھ، ۲۰۱۲م، ۲۰۱۲م

2. النسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، ۶، رقم ۳۵۳۶؛ مصنف ابن ابی شیبة، رقم ۱۹۲۷؛ مصنف

عبدالرزاق، رقم ۱۲۱۰، ۵

جس طرح معاشرہ میں رہنے کے لیے عورتوں کو نکاح، طلاق، عدت وغیرہ کے مسائل سے متعلق آپ ﷺ نے رہنمائی فرمائی، اسی طرح صاحب المال ہونے کی صورت میں عورتوں کے لیے خرید و فروخت (تجارت) کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَشْرَقْتُ بَرِيرَةً، فَأَشْرَقَتْ أَهْلَهَا وَلَاءَهَا، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «أَغْتَقْهَا، فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْطَلَ الْوَرْقَ»، فَأَغْتَقْهَا، فَدَعَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَيَّرَهَا مِنْ رُؤُجِهَا، فَقَالَتْ: لَوْ أَغْطَانِي كَذَّا وَكَذَا مَا تَبَثَّ عِنْدَهُ، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا۔“¹

(ام المؤمنین حضرت عائشہؓ) سے روایت کرتی ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بریرہ کو خرید اتواس کے مالک نے شرط لگائی کہ والاء ہم لیں گے میں نے یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیان کیا تو اپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو والاء اس کے لئے ہے جو روپیہ دے چنانچہ میں نے بریرہ کو آزاد کر دیا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو بلا یا اور اس کے خاوند کے متعلق اختیار دیا تو اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ کو اتنا اتنا مال دے تو تھی میں اس کے ساتھ نہ رہوں چنانچہ وہ اپنے شوہر سے جدا ہو گئی۔)

عورت کا خرید و فروخت کرنا (تجارت کرنا) درست ہے۔ نہ کورہ بالا حدیث میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حضرت بریرہؓ کو خریدنے کی اجازت عطا فرمائی، نیز عورت اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق رکھتی ہے، جیسے حضرت بریرہؓ کو خریدنے اور آزاد کرنے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ میں تصرف کرنے کی آزادی حاصل تھی۔ ”تَصْرِيفُ الْمُرَأَةِ فِي مَالِهَا بِالشَّرِاءِ وَالْإِعْتَاقِ وَغَيْرِهِ إِذَا كَانَتْ رَشِيدَةً۔“² (عورت کو اپنے مال میں خرید و فروخت کرنے اور کسی غلام کو آزاد کرنے یا کسی اور مصرف میں استعمال کرنے کی اجازت ہے، جب کہ وہ سمجھ دار اور تجارت کو جانتی ہو۔)

شرعی احکام (پرده، آواز میں سختی وغیرہ، زکوہ کی ادائیگی) کو مد نظر رکھتے ہوئے تجارت کی اجازت دی گی۔ اس کے علاوہ اگر عورت زمین کی مالک ہے تو لوگوں کو اجرت وغیرہ پر مقرر کر کے یا خود شرعی قوانین کو ملحوظ رکھتے ہوئے کھیتی کی دلیل بھال کرے یا باغ ہونے کی صورت میں درختوں کی کاثت چھانٹ وغیرہ جیسے امور بجالائے تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جیسے حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی خالہ کو اپنے کھجور کے باغ پر محنت

1. البخاری، محمد بن اسماعیل، صحيح البخاری، رقم: ۲۲۳۶؛ مسنند امام احمد بن حنبل، رقم: ۲۵۳۶؛ سنن النسائي، رقم: ۳۲۲۹؛ مسنند ابی یعلو الموصلي، رقم: ۲۵۲۰.

2. النووي، یحیی بن شرف، شرح النووي على صحيح مسلم، دار الحیاء للتراث العربي، بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۲ھ، ۱۰، ۱۲۳.

کرنے کی اجازت مرحت فرمائی۔ ”فَقَالَ بَلِيْ فَجُدِّيْ تَخْلِكِ، فَإِنَّكِ عَسَى أَنْ تَصَدِّقَ، أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا۔“¹
 (آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں تو اپنی کھجور کاٹ کیونکہ قریب ہے کہ تو صدقہ یا اور کوئی نیکی کا کام کرے گی۔)

• صدقات اور مالی معاونت کا حکم

معاشرتی تعلق کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ انسان خصوصاً اپنے غریب رشتہ داروں کی خبر گیری رکھے اور گاہے بگاہے ان کی ضروریات کا سامان کرتا ہے۔ فقراء و مساکین اور رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا۔

”وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ۔“²
 (اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں)

یعنی اللہ تعالیٰ نے قربت داروں، یتیم، مساکین اور ضرورت مندوں پر مال صدقات و زکوٰۃ کی صورت میں ان کی حاجات کو دور کرنے کے لیے مال خرچ کرنے کا حکم دیا۔ جس میں افضل رشتہ داروں پر مال کو صرف کرنا ہے۔ اس کے بعد بقیہ حضرات۔ ”وقیل: (عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى) أَيْ ذُوِيِّ قِرَابَتِهِ وَفِيهِ دَلَالَةُ أَنَّ الْأَفْضَلُ أَنْ يَبْدأَ بِصَلَةِ قِرَابَتِهِ،“³

(علیٰ حب ذوی القربی سے مراد آدمی کے رشتہ دار ہیں اور یہ آیت اپنے رشتہ داروں پر صدر حجی اور خرچ کرنے کی ابتداء کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔)

اسی وجہ سے آپ ﷺ نے بھی رشتہ داروں کے ساتھ صلمہ رحمی سے پیش آنے، احسان کرنے، ان کے حالات کی خبر گیری رکھتے ہوئے ہدایہ، صدقات و خیرات، زکوٰۃ اور عطیات کے ذریعہ مالی معاونت کا حکم فرمایا۔ عورت کے مال دار ہونے کی صورت میں اپنے شوہر، والدین اور عزیز واقر ب وغیرہ پر مال صرف کرنے کی توصیف کی گی ہے اور عمده فعل قرار دیا۔ حضرت زینبؼ زوج حضرت عبد اللہ بن مسعودػ نے سرور دو عالم ﷺ سے عورتوں کو راہ خدا میں

1. القشيری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ۱۱۲۱، ۲، رقم ۱۳۸۳؛ مسنڈ الامام احمد بن حنبل، رقم ۱۲۲۲؛ سنن ابن ماجہ، رقم ۲۰۳۲؛ مستخرج ابی عوانة، رقم ۲۶۲۱

2. سورۃ البقرۃ ۱۷۷

3. الماتریدی، محمد بن محمد بن محمود، تفسیر الماتریدی، تاویلات اہل السنۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الاولی ۱۳۲۶ھ۔ ۲۰۰۵م۔

صدقہ کرنے کی ترغیب کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ آیا پنے شوہر اور اولاد پر خرچ کرنا زیادہ افضل ہے یا دیگر رشتہ داروں پر۔

”جاءَتْ رَبِيبٌ امْرَأَةٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ سَعْتَادِنُ عَلَيْهِ، فَقَيْلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ رَبِيبٌ سَعْتَادِنُ عَلَيْكَ، قَالَ: «أَأُنْهَا الْرَّبِيبَ؟»، فَقَيْلَ: امْرَأَةٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ: «نَعَمْ، ائْتُنُوكُمْ لَهَا»، فَأَدْنَى لَهَا فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّكَ أَمْرَتَنَا الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ فَكَانَ لِي خُلُجٌ فَأَرْدَثْتُ أَنَّ أَتَصَدِّقَ، فَرَعَمْ أَبْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَوَلَدُهُ أَحْقُّ مَنْ تَصَدَّقَتْ بِهِ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: «صَدَقَ أَبْنُ مَسْعُودٍ، رَوْجُوكَ وَوَلَدُكَ أَحْقُّ مَنْ تَصَدَّقَتْ بِهِ عَلَيْهِمْ»۔¹

(ابن مسعود کی بیوی زینب (رض) اکھیں اور اندر آنے کی اجازت مانگی، آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ زینب ہے۔ آپ نے فرمایا: کون زینب؟ کہا گیا کہ ابن مسعود کی بیوی، آپ نے فرمایا: اچھا اجازت دو، انہیں اجازت دی گئی، تو انہوں نے اگر عرض کیا، یا نبی اللہ آن آپ نے صدقہ کا حکم دیا، میرے پاس ایک زیور تھا میں نے ارادہ کیا کہ اسے خیرات کر دوں، ابن مسعود نے دعوی کیا کہ وہ اور ان کا بیٹا خیرات کا زیادہ مستحق ہے، ان لوگوں سے جن کو میں خیرات دینا چاہتی ہوں، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تیرے شوہر ابن مسعود نے سچ کہا ہے اور تیرا لڑکا ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہے، جن کو تو خیرات دینا چاہتی ہے۔)

یعنی عورت اپنے فقیر شوہر پر صدقہ کرنا جائز ہے۔ اسی طرح جن کا نفقة بیوی پر لازم نہیں اُن پر عورت اپنا مال خرچ کرے یہ زیادہ بہتر اور قابل تحسین عمل ہے۔ عبدالقدار شیبہ مذکورہ روایت سے مستبط احکام سے متعلق رقم طراز ہیں۔

”یجوز للمرأة أن تتصدق على زوجها الفقير. وأنه أولى من تصدقها على غيره. یجوز للمرأة أن تتصدق على أولادها وأقربائها الذين لا تجب نفقتهم عليهم. وأنه من أفضل الصدقات“²

(عورت کے لیے اپنے فقیر شوہر پر صدقہ کرنا جائز ہے۔ کسی غیر پر خرچ کرنے سے اپنے شوہر پر صدقہ زیادہ بہتر ہے۔ جن رشتہ داروں کا خرچ عورت پر لازم نہیں اور اپنی اولاد پر بھی صدقہ کرنا عورت کے لیے جائز ہے۔ ایسا صدقہ دیگر صدقات کی بینبست افضل اور اعلیٰ ہے۔)

• معاشرتی امن کے لیے امانتوں کی پاسداری کا حکم

معاشرتی تعلقات کی استحکام کے لیے دوسروں کی اعانت کا حکم دیا گیا۔ وہیں عورتوں کو معاشرتی امن کو تباہ

1. صحیح بخاری، رقم ۱۳۶۲؛ صحیح ابن خزیمة، رقم ۲۲۶۲؛ صحیح ابن حبان، رقم ۵۷۲۲؛ الایمان لابن منده، رقم ۶۷۲

2. عبدالقدار شیبہ، فقه الاسلام، شرح بلوغ المرام من جمع ادلة الاحکام، مطابع الرشید، المملكة العربية السعودية، الطبعة الاولى ۱۹۸۲ھ - ۱۹۸۲م، ۲، ۱۵۵.

کرنے اور فتنہ و فساد کا باعث بننے سے منع کیا۔ آپ ﷺ نے معاشرہ کو امن کا گھوارہ بنانے کے لیے عورتوں کا محاسبہ فرمایا۔ انہیں معاشرہ کو تباہ کرنے والی برائیوں اور خرابیوں سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔ لہذا نبی آخر الزمان ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا کہ اگر ان کے پاس امانتیں رکھی جائیں، ان کو بلا خیانت اُس کے مالک کی طرف لٹادو۔ حضرت انسؓ سے مردی ہے۔

"عَنْ أَنْسِ قَالَ: أَهَدَتْ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فِي قَصْبَعَةٍ، فَضَرَبَتْ عَائِشَةُ الْقَصْبَعَةَ بِيَدِهَا، ...، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَعَامٌ بِطَعَامٍ، وَإِنَّهُ بِإِنَاءٍ"¹۔

(حضرت انسؓ) سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات میں کسی نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں کچھ کھانا ایک بیالے میں ڈال کر بطور بدیہی بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے اس پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ گرگیا نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کھانے کے بد لے کھانا اور بیالے کے بد لے بیالہ دینا چاہیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقۃؓ سے کھانے اور برتن کے بد لے انہی چیزوں کو بطور بد لہ دینے کا سرورد عالم ﷺ نے حکم فرمایا۔ یعنی اگر عورت سے کسی دوسری عورت کی کوئی کم قیمت چیز بھی ٹوٹ جائے تو اس کے بد لہ دینے ضروری ہو گا۔ "اتفاق العلماء على أن من استهلك، أو أفسد شيئاً من المطعوم، أو المشروب أو الموزون، فإنه يضمن مثله"۔²

(علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی سے دوسرے کی کوئی چیز ہلاک ہو جائے یا کھانے اور مشروب یا وزن کرنے والی چیز مفسد (خراب یا قابل نفع نہ رہے) ہو جائے، تو اس کی مثل اور اتنی مقدار بطور بد لہ دینا ضروری ہے۔)

• معاشرتی برائیوں پر شرعی سزاوں کا حکم

معاشرہ کو فتنہ اور برائیوں سے پاک کرنے کے لیے خدا نو اسے اگر کسی عورت سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہوئی کہ جس کی سزاشریعت اسلامیہ نے مقرر کی ہے تو ان پر سزا جاری کی جائے گی۔ اگر عورت چوری کرے اور وہ ثابت ہو جائے تو حد سرقہ جاری کی جائے گی۔ حد سرقہ کو عزت و مرتبہ یا اس میں تخفیف پر آئائے دو جہاں ﷺ نے ارضی و ناپسندی کا اظہار فرمایا اور فرمایا اگر خاتون جنت حضرت فاطمہ بنت محمدؓ سے ایسی غلطی سرزد ہوتی تو اس کی سزا بھی یہی تھی۔

1. الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع للترمذی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، الطبعة

2. مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم ۲۶۳؛ سنن ابی داؤد، رقم ۳۵۶۸

3. مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم ۱۲۵۹؛ سنن ابی داؤد، رقم ۳۳۳

(حضرت عائشہ (رض) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ (امراۓ) قریش ایک مخزوںی عورت کے معاملہ میں بہت ہی فکر مند تھے جس نے چوری کی تھی (اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا تھا) وہ لوگ کہنے لگے کہ اس سارق کے واقعہ کے متعلق کون شخص رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بات چیت کرے بعض لوگوں نے کہا اسامہ بن زید جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہیتے ہیں اگر کچھ کہہ سکتے ہیں تو وہی کہہ سکتے ہیں ان لوگوں نے مشورہ کر کے اسامہ بن زید کو اس بات پر مجبور کیا چنانچہ اسامہ نے جرأت کر کے اس واقعہ کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پیش کیا جس پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے چہیتے اسامہ سے کہا کہ تم اللہ کی قائم کر دہ سزاوں میں سے ایک حد کے قیام کے سفارشی ہو یہ کہہ کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے ہو گئے اور لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اس نے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے قسم ہے اللہ کی! اگر فاطمہ (رض) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں۔)¹

یعنی یہ اتنا ہم معاملہ ہے کہ جس میں تخفیف کی کوئی گنجائش ہے نہ کوئی سفارش قابل قبول۔ اسی وجہ آپ ﷺ نے اپنی محبوب ہستی حضرت فاطمہؓ کا نزد کرہ بطور ضرب المثل اور مبالغہ کے فرمایا کہ یہ حد ثابت ہونے کے بعد کسی بھی طور پر ساقط نہیں ہو سکتی۔

"إِنَّمَا ضُرِبَ الْمَثَلُ بِفَاطِمَةٍ؛ لَا تَهُنَّ كَانَتْ أَعْزَأُ أَهْلَهُ - ﷺ -، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الشُّفَاعَةَ فِي الْحَدُودِ غَيْرُ جَائزَةَ بَعْدِ بُلوغِ الْإِمَامِ"۔² (حضرت فاطمہؓ کا نزد کرہ بطور ضرب المثل کے کیا کیوں کہ یہ آپ ﷺ کے اہل میں آپ ﷺ کو سب

سے زیادہ عزیز تھیں اور اس حدیث میں امام (فاضلی اور بادشاہ) کے سامنے حد ثابت ہونے کے بعد حد کی تخفیف کی سفارش کرنا جائز نہیں۔)

ابوالعباس القرطی اسی مفہوم کی مزید توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"هُوَ وَجُوبٌ إِقَامَةُ الْحَدِّ عَلَى الْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ، وَالْبَغِيْضِ وَالْحَبِيْبِ، لَا تَنْفَعُ فِي ذَرِيْةٍ شُفَاعَةٌ، وَلَا تَحُولُ دُونَهِ"

1- الدارمي، عبدالله بن عبد الرحمن، سنن الدارمي، دارالمغنى للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية، الطبعة الاولى ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م، ١٤٢٨، ٣، رقم ٢٣٣٨ - صحيح البخاري، رقم ٢٣٠، ٣؛ صحيح مسلم، رقم ١٦٨٨؛ سنن ابن ماجه، رقم ٢٥٣٧؛ سنن أبي داود، رقم ٢٣٢٣: الجامع للترمذى، رقم ١٣٣.

2- ابن الملك الكرماني، محدثين عبداللطيف، شرح مصابيح السنّة للإمام البيغوي، إدارة الثقافة الإسلامية، القاهرة، الطبعة الاولى ١٤٣٣ هـ ٢٠١٢ م، ٢، ٢١٥.

قرابة ولا جماعة۔^۱

مذکورہ روایت کے بعض طرق میں جس صحابیہ کا ہاتھ کالا گیا تھا، کی توصیف میں حضرت عائشہ سے مروی ہے (جس کا مفہوم ہے) کہ ”اللہ تعالیٰ نے اُس کی توبہ قبول کی، اس کی شادی ہو گئی اور اس بعد ضروری مسائل اور حاجت کے لیے آتی تو اُس کی بات کو آپ ﷺ تک پہنچا دیا جاتا۔“

• انسانی عزت و حرمت پر محاسبہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی عزت و حرمت کو بہت اہمیت دی ہے۔ ہر مسلمان کو تہمت لگانے اور کسی بھی مسلمان کی عزت مجروح کرنے سے منع فرمایا۔ کسی پاکیزہ عورت پر جھوٹی تہمت اور بہتان لگانے کی صورت میں، ایسے فعل کے مرتكب پر حد تذفج جاری کی جائے گی۔ کلام الٰہی میں حد تذفج کی بابت ارشاد فرمایا۔

”وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءٍ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدًا وَلَا تَقْبِلُوا أَهْمَمْ شَهَادَةً أَبْدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَاصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔²“ (اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ اسکیں، تو ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود فاسق ہیں ہاں جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں، اور (ایپنی) اصلاح کر لیں، تو اللہ بہت بخشنے والا، بڑا حم کرنے والا ہے۔)

واقعہ افک کے موقع پر جب اللہ تعالیٰ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بذریعہ قرآن کریم گواہی دی، تو اس مسئلہ جو مسلمان شریک ہو گے ان کو حد جاری کی گی۔ واقعہ افک سے متعلقہ روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «مَلَّ نَزَلَ عُذْرِي، قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُنْبَرِ، فَذَكَرَ ذَالَّكَ، وَتَلَا - تَعْنِي - الْقُرْآنَ، فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمُنْبَرِ، أَمْرَرَ بِالرِّجُلَيْنِ وَالْمُرْأَةِ فَضَرِبُوْا حَدَّهُمْ»۔³ (حضرت عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ جب قرآن کریم میں میرے عفیف ہونے کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا اور قرآن کریم کی تلاوت فرمائی جب آپ منبر سے نیچے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو حد تذفج لگانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں حد کائی گئی۔ (80 کوڑے)

1. القرطبي، احمد بن عمر، المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم، دار ابن كثير، بيروت، الطبعة

الأولى ١٣١٧هـ، ١٩٩٦م، ٥، ٢٩.

2. سورة النور: ٥.

3. ابو داؤد السجستاني، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، ١٦٢، رقم ٣٣٢؛ مسنند احمد،

رقم ٣١٨١؛ سنن ابن ماجه، رقم ٢٥٦٧؛ الجامع للترمذى، رقم ٢٢٠٦٦.

مردوں کے ساتھ عورت حضرت حمزة بنت جحشؓ تھیں۔ روایات میں اس کی صراحت موجود ہے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ حد قذف میں کوئی تخصیص نہیں، جو کوئی چاہے مرد ہو یا عورت اس کامر تکب ہو گا وہ اس سزا کا مستحق ہو گا۔ خلافے راشدین کے دور میں بھی تہمت کی مر تکب عورتوں پر حد جاری ہوتی اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔

خلاصہ بحث

معاشرہ کے لیے خاندان بنیادی اکائی ہے۔ خاندان کے اہم ستون میاں یہوی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا۔ قبل تحسین معاشرہ کی تشكیل کے عورت پر ازدواجی امور اور اولاد کی تربیت سے متعلقہ اہم مسائل پر ہنمائی اور غلط انکار پر محاسبہ فرمایا۔

عورت کو شوہر کی راحت، سکون اور خوشی کے خیال رکھنے، اس کے مال و دولت اور اپنی عزت کی حفاظت، شوہر کی برائیاں بیان کرنے کی بجائے قناعت، عاجزی و انکساری کے صفات کی عملی تفسیر ہونے، فضول چیزوں پر شوہر کے مال کو خرچ نہ کرنے، نیک کاموں میں شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کے مال میں تصرف کرنے، شوہر کو خوش کرنے کے لیے زیب و زینت کرنا، نیز اس بناؤ سنگھار میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا یا ایسا عمل بجا لانا، جو کسی دوسری جنس سے مشابہت پیدا کر دے، جیسے اہم مسائل سے متعلق آپ ﷺ نے محاسبہ فرمایا۔ یہ وہ امور ہیں، جو ایک عمدہ صفات کے حامل گھر کی تعمیر کا ذریعہ بنتے ہیں، جس کی وجہ سے دو خاندان مضبوط ہوتے ہیں اور ایک عمدہ معاشرہ کا قیام عمل میں آتا ہے۔

اسی طرح بچوں کی اخلاقی تربیت میں عقلائد پر تلقین کامل، سچ بولنے کی عملی تلقین، زمی کے ساتھ پیش آنا، بچوں کے ساتھ گالی گلوچ سے کام لینا اور ان کی وفات پر صبر کی تلقین اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے جیسے مسائل پر محاسبہ فرمایا۔

معاشرتی مسائل میں بعض مسائل کا تعلق میاں یہوی کی علیحدگی کے بعد کی صورت حال سے بھی ہے، چنانچہ آقائے دو جہاں ﷺ نے طلاق سے دور رہنے کا حکم فرمایا، البتہ با مر جبوري طلاق واقع ہو جائے تو عورت کو بناؤ سنگھار سے منع کیا گیا۔ معاشرتی فساد اور اولاد کے سلسلہ نسب کی حفاظت کی خاطر عورت کے لیے مخصوص مدت تک دوسری شادی کرنے کو حرام قرار دیا گیا۔ تین طلاق کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے اُس وقت تک حلال (شادی) نہیں، جب تک وہ کسی دوسرے مرد سے زندگی گزارنے کی نیت سے شادی کرے اور دونوں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھائیں، پھر دوسرے شوہر کی وفات کے بعد یہو ہو کر یا مطلقہ ہو جائے۔ اسی طرح عورت کو بلا کسی غدر کے خلع (طلاق) لینے سے منع فرمایا۔ اس فعل قتلچہ پر محاسبہ فرمایا۔

اسی طرح گھر والے کی وفات کی وجہ سے یامطلقه ہونے کے باعث دوران عدت بلاعذر شرعی شوہر کے گھر سے نہیں نکل سکتی، نیز زیب وزینت کے مختلف طریقوں کو ان کے لیے حرام قرار دیا۔

معاشرہ میں بے سہارا، فقیر اور یتیم کو مالی معاونت زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے ہوتی ہے۔ اگر عورت مال دار ہو تو آپ ﷺ نے اُس کو خرید و فروخت اور باغ یا کھیت کی مالک ہونے کی صورت میں (کسی دوسرے کی عدم موجودگی کے باعث) اُس کی دیکھ بھال کی اجازت مر جنت فرمائی۔ اسی طرح اگر عورت کی کوئی غلطی معاشرتی فساد کا ذریعہ بننے یا بن سکتی ہے، تو ان کو مردوں کی طرح سزا دی جائے گی، جیسے کسی عصمت دار خاتون پر تہمت لگائے اور تہمت لگانے والی جھوٹی ہو تو اُس پر حد قذف جاری ہوگی۔ چوری کی وجہ سے حد سرقہ۔ اگر عورت جاسوسی و غیرہ میں ملوث ہو تو بادشاہ یا امام حسب مشا اُس کی سزا تجویر کریں گے۔ تاکہ ان برائیوں کی وجہ سے معاشرہ بدامنی، انتشار اور بے راہ روی کا شکار نہ ہو۔